لڈو اور لڈو سٹار کھیلنے کا حکم۔۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میرا سوال لڈو کھیلنے کے بارے میں ہے:۔

پہلا سوال: کیا لڈو "نردشیر" اور "شطرنج" کے حکم میں ہے جس کے بارے میں مسلم شریف کی حدیث نمبر ۲۲۶۰ میں حرمت آئی ہے۔ مطلب لڈو بھی اسی قبیل میں سے ہے یا نہیں؟ جبکہ عرب علماء نے لڈو کو نردشیر اور شطرنج کے مشابہ قرار دیا ہے۔ (مشابہت کی وجہ یہ بتلاتے ہیں کہ دونوں میں گٹی اور گتہ نما چیز ہوتی ہے اور بغیر ذہنی اور جسمانی صلاحیتوں کے استعمال کے صرف قسمت کی بناء پر یہ گیم کھیلی جاتی ہے)۔

دوسرا سوال: اگر یہ واقعی نردشیر اور شطرنج کے مشابہ ہے تو کیا اس پر حرمت کا حکم لاگو ہوگا؟

تیسرا سوال: آج کل موبائل فون میں ایک گیم "لڈو سٹار" کے نام سے کافی مشہور ہوا ہے، اور امتِ مسلمہ کا ایک بہت بڑا طبقہ اس گیم میں مشغول ہے، عوام تو کیا امت کے خواص حضرات یعنی دیندار لوگ اور طالبعلم بھی اس میں اپنے فن کا مظاہرہ کر رہے ہیں۔ اور یہ گیم سو فیصد اصلی لڈو کے مشابہ ہے۔

لہٰذا اس کا کیا حکم ہوگا؟

ملاحظہ: صرف وقت اور نمازوں کی ضیاع کا علت نکال کے جواز کا جواب نہیں چاہئے بلکہ مدلل اور مفصل جواب جو قرآن وسنت اور فقہائے اسلام کے اقوال پر مبنی جواب عنایت فرمائے۔ شکریہ



برائے مہربانی جلد از جلد جواب دے۔ جزاکم اللہ خیرا

المستفتی: عبدالغفار

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب حامداو مصلیا

واضح رہے کہ "نردشیر" اور "شطرنج" کے عدمِ جواز پر صریح نصوص وارد ہوئی ہیں، اس لیے یہ دو کھیل تو مطلقاً ناجائز ہیں۔

اور جو کھیل غیر منصوص ہیں ان کا شرعی حکم معلوم کرنے کے لیے ان کو منصوص کھیلوں پر قیاس کیا جائے گا، یعنی دیکھا جائے گا کہ منصوص کھیلوں میں عدمِ جواز کی جو علتیں حضراتِ فقہاءؒ نے مستنبط فرمائی ہیں، وہ ان غیر منصوص کھیلوں میں پائی جاتی ہیں یا نہیں؟ حرمت کی یہ علتیں جن کھیلوں میں پائی جائیں گی وہ کھیل ان علتوں کی بنیاد پر ناجائز ہونگے، اور جن کھیلوں میں یہ علتیں نہیں پائی جائیں گی وہ کھیل اپنی اصل پر رہتے ہوئے مباح اور جائز ہونگے، بشرطیکہ خلافِ شرع امور سے اجتناب کیا جائے، کیوں کہ اشیاء میں اصل اباحت ہے۔

اس وضاحت کے بعد آپ کے سوالوں کا جواب ملاحظہ ہو:

(۱)۔۔۔"لوڈو" کی حرمت چونکہ منصوص نہیں ہے، اس لیے یہ دیکھا جائے گا نردشیر اور شطرنج میں حضراتِ فقہاءؒ نے عدمِ جواز کی جو وجوہات اور علتیں مستنبط فرمائی ہیں، وہ لوڈو میں پائی جاتی ہیں یا نہیں؟

اس سلسلے میں دارالافتاء دارالعلوم کراچی کی تحقیق یہ ہے کہ نرد اور شطرنج میں پائی جانے والی عدمِ جواز کی وجوہات عام طور پر لوڈو میں نہیں پائی جاتیں، اس لئے لوڈو کو مطلقاً نرد اور شطرنج کے حکم میں قرار دے کر ناجائز کہنا درست نہیں ہے۔

بہتر ہوگا کہ یہاں اُن وجوہات کو مختصراً ذکر کر کے موازنہ کیا جائے کہ لوڈو میں عدمِ جواز کی یہ وجوہات اور علل پائی جاتی ہیں یا نہیں؟

نردشیر:

نردشیر باتفاق ائمہ اربعہؒ حرام ہے، کیونکہ احادیث میں صراحۃً "نردشیر" کھیلنے والے کے متعلق شدید وعید بیان فرمائی گئی ہے۔

شطرنج:

شطرنج امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک حرام ہے، اور یہی مسلک صحابہ میں سے حضرت علی بن ابی طالب، ابن عمر، ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین اور تابعین میں سے حضرت سعید بن المسیب، قاسم بن محمد، سالم بن عمر، عروہ بن زبیر، محمد بن الحسین رحمہم اللہ تعالی وغیرہم کا بھی ہے۔



جاری ہے۔۔۔۔۔

البتہ بعض ائمہ کرامؒ (ومنهم الامام الشافعي رحمه الله) کے ہاں شطرنج مطلقاً ناجائز نہیں ہے، بلکہ اگر اس سے کسی ناجائز کام کا ارتکاب لازم آئے تو وہ ناجائز ہوگی، مثلاً:

۱۔ یہ کہ اس میں قمار ہو۔

۲۔ اس کی وجہ سے حقوق اللہ یا حقوق العباد پامال ہو رہے ہوں۔

۳۔ اس میں قسمیں کھائی جائیں۔

۴۔ راستوں اور شاہراہوں پر بیٹھ کر کھیلا جائے۔

۵۔ دورانِ کھیل فسق و فجور کی باتیں کی جائیں یا گالم گلوچ کی جائے۔

اور اگر اس میں کسی ناجائز امر کا ارتکاب نہ ہو تو اسے مکروہ تنزیہی قرار دیتے ہیں، یہ حضرات فرماتے ہیں کہ شطرنج کی حرمت منصوص نہیں ہے، نیز اس میں نشاطِ ذہنی کا پہلو موجود ہے، اس لیے اسے مطلقاً ناجائز نہیں کہا جاسکتا، ہاں اگر اس میں کسی ناجائز امر کا ارتکاب پایا جائے تو وہ اس ناجائز امر کی وجہ سے ناجائز ہوگا۔

لیکن جو حضرات اسے بھی مطلقاً ناجائز قرار دیتے ہیں، ان کے دلائل یہ ہیں:

(۱)۔۔ بعض آثار میں شطرنج کی صراحۃً ممانعت وارد ہوئی ہے، یہ آثار حضرت علی اور حضرت ابنِ عمرؓ سے مروی ہیں، اور علامہ عبدالحئیؒ لکھنویؒ نے امام ابو موسیٰؒ کی کتاب الامالی کے حوالے سے ایک حدیث بھی ذکر کی ہے (یہ حدیث اور آثار ملاحظہ ہوں ص: ۷ پر)

(۲)۔۔ شطرنج لہو و لعب کی قبیل سے ہے۔ (اور لہو و لعب وہ ہوتا ہے جس میں کوئی دینی یا دنیوی معتد بہا فائدہ مقصود نہ ہو) لہو چند مخصوص صورتوں کے علاوہ میں ناجائز ہے۔

وَمَأْخَذُ الْكَرَاهَةِ أَنَّهُ مِنَ اللَّهْوِ وَاللَّعِبِ وَجَاءَ فِي حَدِيثِ جَابِرِ بْنِ عُمَيْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ رَسُول اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : كُل شَيْءٍ لَيْسَ مِنْ ذِكْرِ اللَّهِ عَزَّ وَجَل فَهُوَ لَهْوٌ أَوْ سَهْوٌ إِلاَّ أَرْبَعَ خِصَالٍ : مَشْيُ الرَّجُل بَيْنَ الْغَرَضَيْنِ ، وَتَأْدِيبُهُ فَرَسَهُ ، وَمُلاَعَبَةُ أَهْلِهِ ، وَتَعَلُّمُ السِّبَاحَةِ"..........(الموسوعة الفقهية الكويتية - (35 / 269)



اس سے معلوم ہوا کہ ہر وہ کھیل ناجائز ہے، جس سے دینی یا دنیوی کوئی فائدہ معتد بہا مقصود نہ ہو۔ اور شطرنج میں اگرچہ کسی حد تک نشاطِ ذہنی کا پہلو بھی ہے، مگر اس کے نقصانات اتنے زیادہ ہیں کہ یہ ایک فائدہ ان نقصانات کے سامنے کچھ زیادہ اہمیت نہیں رکھتا۔ کمافی التبيين لعثمان بن علي بن محجن البارعي ، فخر الدين الزيلعي الحنفي (المتوفى : 743هـ :

وأما منفعته التي ذكرها فمغلوبة تابعة والعبرة للغالب في التحريم ألا ترى إلى قوله تعالى {وإثمهما أكبر من نفعهما} [البقرة : 219] فاعتبر الغالب في التحريم. ((6 / 32))

جاری ہے۔۔۔۔۔

فرماتے ہیں کہ شطرنج کی منفعت مغلوب اور تابع ہے، اور حرمت میں اعتبار غالب کا ہوتا ہے، ارشادِ ربانی ہے کہ {ان کا گناہ ان کے فوائد سے کہیں بڑھ کر ہے} دیکھیے یہاں بھی حرمت میں غالب کا اعتبار کیا گیا۔

(۳)۔۔ قائلینِ حرمت کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ شطرنج میں انہماک اتنا زیادہ ہوتا ہے کہ گویا عملی طور پر ان شرائط کا وجود جن کا مجوّزین نے اعتبار کیا ہے، ممکن ہی نہیں ہے۔

وَمَأْخَذُ الْكَرَاهَةِ كَذَلِكَ أَنَّهُ يُلْهِي عَنِ الذِّكْرِ وَالصَّلاَةِ فِي أَوْقَاتِهَا الْفَاضِلَةِ ، وَقَدْ يَسْتَغْرِقُ لاَعِبُهُ فِي لَعِبِهِ حَتَّى يَشْغَلَهُ عَنْ مَصَالِحِهِ الأُخْرَوِيَّةِ.(الموسوعة الفقهية الكويتية – (35 / 269)

اور علامہ زیلعیؒ فرماتے ہیں:

وهل رئي من يلعب بالشطرنج يصلي فضلا عن الجماعة، وإن صلى فقلبه متعلق به فكان في إباحته إعانة الشيطان على الإسلام والمسلمين....((التبيين 6 / 32))

علامہ زیلعیؒ کہتے ہیں، کہ جماعت تو دور کی بات ہے، کبھی کوئی شطرنج کھیلنے والا نماز پڑھتے ہوئے بھی نظر آیا ہے؟؟؟۔۔۔اور اگر کبھی نماز پڑھے بھی تو اس کا دل ودماغ وہیں (کھیل میں) محور ہتا ہے، تو اس کو جائز سمجھنا دراصل اسلام اور مسلمانوں کے خلاف شیطان کی امداد ہے۔۔۔

اور شرح وقایہ کتاب الکراہیہ میں ہے:

قلنا: هو مظنَّةُ فوت الصّلاة، وتضييعِ العمر، واستيلاءِ الفكرِ الباطل، حتى لا يحسُّ بالجوعِ والعطشِ فكيف بغيرِهما.

کہ شطرنج کھیلنے والا اس میں اتنا مدہوش ہوتا ہے کہ اسے بھوک اور پیاس تک کا احساس نہیں رہتا، باقی چیزوں کا کیا احساس رہے گا۔

لوڈو:

اب اگر لوڈو میں غور کیا جائے تو احادیث میں چونکہ اس کے متعلق کوئی صراحت نہیں ہے، لہٰذا اب علت کی طرف رجوع کرتے ہوئے یہ دیکھا جائے گا کہ:



۱۔اس میں لہو لعب ہے یا نہیں۔؟

۲۔اس میں انہماک عدمِ جواز کی حد تک ہوتا ہے یا نہیں۔؟

لہو ولعب:

لہو اس کام کو کہا جاتا ہے جس میں کوئی دینی اور دنیوی فائدہ معتد بہا نہ ہو(معارف القرآن 22/7)

لوڈو اگر کبھی کبھی کھیلا جائے تو اس میں کسی حد تک نشاطِ ذہنی کا پہلو موجود ہے، اس لیے اگر نشاطِ ذہنی کی نیت سے کھیلا جائے تو وہ لہو کی تعریف سے نکل جائے گا۔البتہ اگر اسی کو مشغلہ بنالیا جائے تو چونکہ اس میں کوئی فائدہ

مثلاً نشاط وغیرہ نہیں ہوتا، بلکہ اور زیادہ جسمانی اور ذہنی تھکن محسوس ہونے لگتی ہے، اس لیے ایسی صورت میں لوڈو کھیلنا جائز نہ ہوگا۔ جواہر الفقہ (۳۵۸/۲) میں مفتی محمد شفیع صاحب لکھتے ہیں:

> ایسے کھیل تماشے جن کے تحت میں کوئی معتد بہا فائدہ دین و دنیا کا نہیں ہے، وہ سب ممنوع اور ناجائز ہیں، خواہ ان پر بازی لگائی جائے یا انفرادی طور پر کھیلا جائے، پھر بازی پر کوئی رقم لگائی جائے یا نہیں، اور رقم بھی دو طرفہ ہو یا یکطرفہ، بہر حال ایسے لغو کھیل شرعاً مطلقاً ناجائز ہیں۔۔۔۔۔۔الخ

انہماک:

نیز لوڈو میں عام طور پر اتنا زیادہ انہماک نہیں ہوتا کہ دورانِ کھیل حقوق کی ادائیگی سے غافل کردے، اور نماز کا بھی ہوش نہ رہے۔ اس لیے اگر وہ حقوق کی ادائیگی سے اور نماز باجماعت سے غافل نہ کرے تو اس کو ناجائز نہیں کہا جائے گا۔ البتہ اگر اس کی وجہ سے نماز باجماعت چھوٹ جائے، یا حقوق العباد کی ادائیگی میں کوتاہی برتی جائے تو اس انہماکِ ممنوع کی بنیاد پر لوڈو کھیلنا جائز نہ ہوگا۔

مندرجہ بالا تفصیل کی روشنی میں لوڈو کا حکم:

مندرجہ بالا تفصیل کی روشنی میں اگر:

۱۔ لوڈو کھیلنے کو عادت اور مشغلہ بنالیا جائے۔

۲۔ یا اس میں قمار اور جوا لگادیا جائے۔

۳۔ یا اس کی وجہ سے حقوق اللہ یا حقوق العباد پامال ہو رہے ہوں۔

۴۔ یا راستوں اور شاہراہوں پر بیٹھ کر کھیلا جائے۔

۵۔ دورانِ کھیل فسق و فجور کی باتیں اور گالم گلوچ کی جائے۔

۶۔ یا اس میں اور کسی ناجائز امر کا اِرتکاب پایا جارہا ہو۔۔۔ تو ان سب صورتوں میں لوڈو کھیلنا ناجائز ہوگا۔ اور **اگر اس میں کسی ناجائز امر کا ارتکاب نہ پایا جائے تو ایسی صورت میں اس کی گنجائش ہے۔**

تاہم چونکہ اس کے جواز میں بعض علمائے کرام کا اختلاف ہے (کمافی احسن الفتاویٰ) اس لیے بہر حال لوڈو سے اجتناب افضل اور بہتر ہے۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم وعلمہ اتم واحکم

(۳)۔۔۔ لوڈو اِسٹار سے متعلق ہمیں زیادہ تفصیلات معلوم نہیں ہو سکیں، لہٰذا اس کے بارے میں کوئی حتمی حکم نہیں لگایا جاسکتا۔

(۱)

[الأنبياء : 16 – 18]

{ وَمَا خَلَقْنَا السَّمَاءَ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لَاعِبِينَ (16) لَوْ أَرَدْنَا أَنْ نَتَّخِذَ لَهْوًا لَاتَّخَذْنَاهُ مِنْ لَدُنَّا إِنْ كُنَّا فَاعِلِينَ (17) بَلْ نَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَى الْبَاطِلِ فَيَدْمَغُهُ فَإِذَا هُوَ زَاهِقٌ وَلَكُمُ الْوَيْلُ مِمَّا تَصِفُونَ (18)}

[لقمان : 6]

{وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَشْتَرِي لَهْوَ الْحَدِيثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَيَتَّخِذَهَا هُزُوًا أُولَئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُهِينٌ (6)}

(الجمعة 11)

وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوًا انْفَضُّوا إِلَيْهَا وَتَرَكُوكَ قَائِمًا قُلْ مَا عِنْدَ اللَّهِ خَيْرٌ مِنَ اللَّهْوِ وَمِنَ التِّجَارَةِ وَاللَّهُ خَيْرُ الرَّازِقِينَ.

سنن الترمذي – (4 / 174)

.......كل ما يلهو به الرجل المسلم باطل إلا رمية بقوسه وتأديبه فرسه وملاعبته أهله فإنهن من الحق.

(٢)

سنن أبي داود – (4 / 440)

عن سليمان بن بريدة عن أبيه عن النبى –صلى الله عليه وسلم– قال « من لعب بالنردشير فكأنما غمس يده فى لحم خنزير ودمه ».

وففيه ايضا:

عن أبى موسى الأشعرى أن رسول الله –صلى الله عليه وسلم– قال « من لعب بالنرد فقد عصى الله ورسوله ».

(٣)

الموسوعة الفقهية الكويتية – (35 / 269)

وَمِنَ اللَّعِبِ الْمُحَرَّمِ عِنْدَ الْفُقَهَاءِ : كُل لُعْبَةٍ فِيهَا قِمَارٌ لأَِنَّهَا مِنَ الْمَيْسِرِ الَّذِي أَمَرَ اللَّهُ بِاجْتِنَابِهِ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى : { يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالأَْنْصَابُ وَالأَْزْلاَمُ رِجْسٌ مِنْ عَمَل الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ إِنَّمَا يُرِيدُ الشَّيْطَانُ أَنْ يُوقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ وَعَنِ الصَّلاَةِ فَهَل أَنْتُمْ مُنْتَهُونَ }

اللَّعِبُ بِالنَّرْدِ وَالشِّطْرَنْجِ

أ – اللَّعِبُ بِالنَّرْدِ : اللَّعِبُ بِالنَّرْدِ مُحَرَّمٌ عِنْدَ جُمْهُورِ الْفُقَهَاءِ مِنَ الْحَنَفِيَّةِ وَالْمَالِكِيَّةِ وَالشَّافِعِيَّةِ عَلَى الصَّحِيحِ عِنْدَهُمْ وَالْحَنَابِلَةِ لِحَدِيثِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : مَنْ لَعِبَ بِالنَّرْدَشِيرِ فَكَأَنَّمَا صَبَغَ يَدَهُ فِي لَحْمِ خِنْزِيرٍ وَدَمِهِ. وَمُقَابِل الصَّحِيحِ عِنْدَ الشَّافِعِيَّةِ أَنَّهُ يُكْرَهُ اللَّعِبُ بِالنَّرْدِ كَمَا يُكْرَهُ الشِّطْرَنْجُ عِنْدَهُمْ.

ب – اللَّعِبُ بِالشِّطْرَنْجِ :



5 - أَجْمَعَ الْمُسْلِمُونَ عَلَى أَنَّ اللَّعِبَ بِالشِّطْرَنْجِ حَرَامٌ إِذَا كَانَ عَلَى عِوَضٍ أَوْ تَضَمَّنَ تَرْكَ وَاجِبٍ مِثْلِ تَأْخِيرِ الصَّلَاةِ عَنْ وَقْتِهَا ، وَكَذَلِكَ إِذَا تَضَمَّنَ كَذِبًا أَوْ ضَرَرًا أَوْ غَيْرَ ذَلِكَ مِنَ الْمُحَرَّمَاتِ، أَمَّا إِذَا لَمْ يَكُنْ كَذَلِكَ فَاخْتَلَفَ الْفُقَهَاءُ عَلَى أَقْوَالٍ :

الْمَذْهَبُ عِنْدَ الْمَالِكِيَّةِ وَالْحَنَابِلَةِ وَهُوَ اخْتِيَارُ الْحَلِيمِيِّ وَالرُّويَانِيِّ مِنَ الشَّافِعِيَّةِ حُرْمَةُ اللَّعِبِ بِالشِّطْرَنْجِ مُطْلَقًا .

وَمِمَّنْ قَالَ بِالتَّحْرِيمِ : عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ وَابْنُ عُمَرَ وَابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَسَعِيدُ بْنُ الْمُسَيِّبِ وَالْقَاسِمُ وَسَالِمٌ وَعُرْوَةُ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ وَمَطَرٌ الْوَرَّاقُ ، وَاسْتَدَلُّوا بِأَثَرِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ مَرَّ بِقَوْمٍ يَلْعَبُونَ بِالشِّطْرَنْجِ فَقَالَ : مَا هَذِهِ التَّمَاثِيلُ الَّتِي أَنْتُمْ لَهَا عَاكِفُونَ ؟ لَأَنْ يَمَسَّ جَمْرًا حَتَّى يُطْفَى خَيْرٌ مِنْ أَنْ يَمَسَّهَا. وَرَوَى مَالِكٌ بَلَاغًا أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا وَلِيَ مَالَ يَتِيمٍ فَوَجَدَهَا فِيهِ فَأَحْرَقَهَا . كَمَا اسْتَدَلُّوا بِالْقِيَاسِ عَلَى النَّرْدِ ، بَلْ إِنَّ الشِّطْرَنْجَ شَرٌّ مِنَ النَّرْدِ فِي الصَّدِّ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ وَعَنِ الصَّلَاةِ وَهُوَ أَكْثَرُ إِيقَاعًا لِلْعَدَاوَةِ وَالْبَغْضَاءِ ، لِأَنَّ لَاعِبَهَا يَحْتَاجُ إِلَى إِعْمَالِ فِكْرِهِ وَشَغْلِ خَاطِرِهِ أَكْثَرَ مِنَ النَّرْدِ ، وَلِأَنَّ فِيهِمَا صَرْفُ الْعُمُرِ إِلَى مَا لَا يُجْدِي ، إِلَّا أَنَّ النَّرْدَ آكَدُ فِي التَّحْرِيمِ لِوُرُودِ النَّصِّ بِتَحْرِيمِهِ وَلِانْعِقَادِ الْإِجْمَاعِ عَلَى حُرْمَتِهِ مُطْلَقًا . وَالْمَذْهَبُ عِنْدَ الْحَنَفِيَّةِ وَالشَّافِعِيَّةِ وَهُوَ قَوْلٌ عِنْدَ الْمَالِكِيَّةِ أَنَّ اللَّعِبَ بِالشِّطْرَنْجِ مَكْرُوهٌ.

وَمَأْخَذُ الْكَرَاهَةِ أَنَّهُ مِنَ اللَّهْوِ وَاللَّعِبِ وَجَاءَ فِي حَدِيثِ جَابِرِ بْنِ عُمَيْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : كُلُّ شَيْءٍ لَيْسَ مِنْ ذِكْرِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ فَهُوَ لَهْوٌ أَوْ سَهْوٌ إِلَّا أَرْبَعَ خِصَالٍ : مَشْيُ الرَّجُلِ بَيْنَ الْغَرَضَيْنِ ، وَتَأْدِيبُهُ فَرَسَهُ ، وَمُلَاعَبَةُ أَهْلِهِ ، وَتَعَلُّمُ السِّبَاحَةِ"..........وَمَأْخَذُ الْكَرَاهَةِ كَذَلِكَ أَنَّهُ يُلْهِي عَنِ الذِّكْرِ وَالصَّلَاةِ فِي أَوْقَاتِهَا الْفَاضِلَةِ ، وَقَدْ يَسْتَغْرِقُ لَاعِبُهُ فِي لَعِبِهِ حَتَّى يَشْغَلَهُ عَنْ مَصَالِحِهِ الْأُخْرَوِيَّةِ.........الخ

وَيُخَالِفُ الشِّطْرَنْجُ النَّرْدَ فِي أَمْرَيْنِ :

الأول : أَنَّ الْمُعَوَّلَ فِي النَّرْدِ مَا يُخْرِجُهُ اللُّعْبَانُ فَهُوَ يَعْتَمِدُ عَلَى الْحَزْرِ وَالتَّخْمِينِ الْمُؤَدِّي إِلَى غَايَةٍ مِنَ السَّفَاهَةِ وَالْحُمْقِ فَأَشْبَهَ الْأَزْلَامَ . وَالْمُعَوَّلُ فِي الشِّطْرَنْجِ عَلَى الْحِسَابِ الدَّقِيقِ وَالْفِكْرِ الصَّحِيحِ وَعَلَى الْحِذْقِ وَالتَّدْبِيرِ فَأَشْبَهَ الْمُسَابَقَةَ بِالسِّهَامِ .



الثَّانِي : أَنَّ فِي الشِّطْرَنْجِ تَدْبِيرَ الْحَرْبِ فَأَشْبَهَ اللَّعِبَ بِالْحِرَابِ وَالرَّمْيَ بِالنُّشَّابِ وَالْمُسَابَقَةَ بِالْخَيْلِ . وَنُقِلَ الْقَوْلُ بِالْإِبَاحَةِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَسَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ وَسَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ وَمُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ وَمُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ وَعُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ وَابْنِهِ هِشَامٍ وَسُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ وَالشَّعْبِيِّ وَالْحَسَنِ الْبَصْرِيِّ وَرَبِيعَةَ وَعَطَاءٍ.

عمدة الرعاية بتحشية شرح الوقاية–للإمام محمد عبد الحي اللكنوي – (كتاب الحدود (5 / 515)

تحت قول الكنز: وإنّما قلنا: يعدُّ عاراً في العرف؛ احترازاً عن أفعالِ اختياريَّة تحرمُ شرعاً، ولا يعدّعاراً في العرف، كلعبِ النَّرد......الخ

النرد: فص أو فصوص من نحو عظم أو خشب فيها نقط تطرح على لوح فيه بيوت لكل نقطة بيت يعرف بها كيفية اللعب. ينظر: ((الفتاوى الفقهية الكبرى))(4: 352).

قوله: كلعب النرد؛ فقد وردَ عن النبيّ صلى الله عليه وسلم: ((مَن لعبَ بنردٍ أو نردشير فقد عصى الله ورسوله))، أخرجه أبو داود وابن حبّان وغيرهما، وفي رواية لأبي داود ومسلم وابن ماجه: ((مَن لعبَ بالنردِ وكأنّما غمسَ يده في لحمِ خنزيرٍ ودمه))، وفي رواية أحمد وأبي يعلى والبيهقيّ: ((مثلُ الذي يلعب بالنرد ثمّ يقول يصلّي مثل الذي يتوضّأ بالقيحِ ودمِ الخنزير))، وفي الباب أخبارٌ أخرُ أيضاً بسطها الحافظ عبد العظيم المنذريّ في كتاب ((الترغيب والترهيب))، وابن حجر المكيّ الهيتميّ في كتابه ((الزواجر عن اقتراف الكبائر))، ومثله: اللعب بالشطرنج على رأي أكثرِ العلماء القائلين بحرمته، ومنهم أصحابنا الحنفيّة خلافاً للشافعيّة فإنّهم قائلون بحلّه إلا إذا اقترنَ به قمار أو إخراج صلاة عن وقتها أو سباب أو نحوهاكما فصّله الدميريّ في ((حياة الحيوان)) عند ذكر العقرب، وليطلب من هناك تفصيل واضعِ النرد والشطرنج وكيفيّتهما...

قال في شرح الوقاية في كتاب الكراهية:

(واللّعبُ بالشّطرنجِ والنّردِ وكلُّ لهو)، هذا عندنا، وعند الشّافعيّ – رضي الله عنه –: يباحُ لعبُ الشّطرنج؛ إذ فيه تشحيذُ الخاطرِ لكن بشرطِ أن لا تفوتَهُ الصّلاة، ولا يكونُ فيه ميسر، قلنا: هو مظنّةُ فوت الصّلاة، وتضييع العمر، واستيلاء الفكرالباطل، حتى لا يحس بالجوع والعطش فكيف بغيرهما.

وقال الإمام محمد عبد الحي اللكنوي تحته في عمدة الرغاية بتحشية شرح الوقاية(10 / 99)

قوله: ولا يكون فيه ميسر؛ وهو اسمٌ لكلِّ قمار، وإن لم يقامر بها، فهو عبث ولهو، وإن أردتَ تفصيلَ المقام فاعلم أنه قال في ((الجامع الصغير)): أمّا النردُ فهو حرامٌ بالإجماع، لما روى أبو موسى الأشعريّ – رضي الله عنه – أنّه قال: قال رسول الله – صلى الله عليه وسلم –: ((مَن لعبَ النردَ فقد عصى الله ورسوله))[أبو داود))(4: 285)،وابن ماجه(2: 1237)،و((صحيح ابن حبان))(3: 181)]، وسليمانُ بن بريدة عن أبيه عن النبيّ – صلى الله عليه وسلم –: ((مَن لعب بالنردشير فكأنّما غمسَ يده في لحم الخنْزير ودمه))[أبو داود))(4: 285)، و((مسند أحمد))(5: 352)،و ((صحيح ابن حبان))(3: 181)].



وأمّا الشطرنج؛ فإن قامر به فهو حرامٌ أيضاً بالإجماع؛ لأنّ الله تعالى حرّمَ القمارَ، وإن لم يقامر به فكذلك عندنا، خلافاً للشافعيّ – رضي الله عنه، ودليله مع جوابنا عنه مذكورٌ في الشرح إجمالاً، وتفصيلُ الجواب الذي هو حجّتنا عليه حقيقة أنّه عبثٌ وهو حرام؛ لقوله تعالى: {أَفَحَسِبْتُمْ أَنَّمَا خَلَقْنَاكُمْ عَبَثاً} [المؤمنون:115]، وأيضاً: إنه لهوٌ سوى الثلاث التي ذكرها رسول الله – صلى الله عليه وسلم –، فيكون حراماً، وممّا يدلُّ على الحرمة صريحاً ما روى عن عليّ – رضي الله عنه – أنّه مرّ بقومٍ يلعبون بالشطرنج فقال: **ما هذه التماثيل التي أنتم لها عاكفون، وروى مثل هذا عن ابن عمر – رضي الله عنه – حين مرّ بقوم يلعبونَ به وقد شبّه عملهم بعمل عبدة الأصنام.**

وقال في ((الكشاف)): وعن عليّ – رضي الله عنه –: النردُ والشطرنجُ من الميسر، وأيضاً: إنّه لهوٌ يصدُّ صاحبَه عن الجمعِ والجماعة، وهل رأيت صاحبه يصلي فضلاً عن الجماعة، فمَن أباحه

جاری ہے-----

فقد أعانَ الشيطانَ على الإسلام والمسلمين، وقد أوردَ الإمامُ أبو موسى – رضي الله عنه – في ((كتاب الأمالي)) بإسناده إلى حيّة بن مسلم – رضي الله عنه – أنّه قال: قال رسولُ الله – صلى الله عليه وسلم –: ((ملعونٌ من يلعبُ بالشطرنج، والناظرُ إليها كآكل لحم الخنْزير)) ثمّ اللاعبُ به إن قامرَ لم تقبلْ شهادته، وإلا تقبل؛ لأنّه متأوّل، ولا بأس بالسلامِ عليه عند الأعظم – رضي الله عنه – حتى يشغلَه عمّا هو فيه، وكرهَ أبو يوسفَ – رضي الله عنه – ذلك إهانةً له. هذا زبدةُ ما في ((النهاية)). [ينظر: ((ذخيرة العقبى))(ص585)]

درر الحكام في شرح مجلة الأحكام – (4 / 360) (المادة: 1686)

لاعب النرد (الطاولة) – لا تقبل شهادة لاعب النرد أو التارك للصلاة بسبب لعبه به؛ لأن كل ذلك فسق كما أنه لا تقبل شهادة من يحلف كثيرا أثناء لعبه به؛ لأن جميع ذلك من الكبائر وإن يكن أن اللعب بالنرد ليس من المنهيات كالميسر إلا أنه يوجب رد الشهادة حيث قد ورد في الحديث الشريف «ملعون من يلعب بالنرد» وقد حرم النرد بالإجماع (الزيلعي والشبلي). أما الشطرنج فقد عده الإمام الشافعي والمالكي مباحا وأصبح محل اجتهاد وعليه فاللعب به فقط لا يسقط العدالة. أما إذا تركت الصلاة بسببه أو وجد فيه يمين كاذب أو ميسر فحينئذ يسقط العدالة ويوجب رد الشهادة (الزيلعي والشبلي) كذلك اللعب بالشطرنج على الطريق أو ذكر الفسق حين اللعب أو الدوام على الشطرنج مسقط للعدالة (أبو السعود)......... (الولوالجية في الفصل التاسع من الشهادات) .

الموسوعة الفقهية الكويتية – (40 / 224)

.........وَالصِّلَةُ بَيْنَ النَّرْدِ وَالشِّطْرَنْجِ أَنَّ كُلًّا مِنْهُمَا لُعْبَةٌ ، غَيْرَ أَنَّ النَّرْدَ يَعْتَمِدُ عَلَى الْحَزْرِ وَالتَّخْمِينِ وَالشِّطْرَنْجَ يَعْتَمِدُ عَلَى الْفِكْرِ وَالتَّدْبِيرِ.....................

قَال الرَّافِعِيُّ : وَيُقَاسُ عَلَى الشِّطْرَنْجِ وَالنَّرْدِ كُل مَا فِي مَعْنَاهُ مِنْ أَنْوَاعِ اللَّهْوِ : فَكُل مَا مُعْتَمَدُهُ الْحِسَابُ كَالْمِنْقَلَةِ : حُفَرٌ أَوْ خُطُوطٌ يُنْقَل مِنْهَا وَإِلَيْهَا حُصِيٌّ بِالْحِسَابِ ، لاَ يَحْرُمُ ، وَكُل مَا مُعْتَمَدُهُ التَّخْمِينُ يَحْرُمُ ، النَّرْدُ وَنَحْوُهُ ، وَالنَّرْدُ مَوْضُوعُهُ مَا يُخْرِجُهُ الْكَعْبَانِ : أَيِ الْحَصَى فَهُوَ كَالأَزْلاَمِ

وزاد فى تبيين الحقائق وحاشية الشلبي – (6 / 32)

وأما منفعته التي ذكرها[اى الامام الشافعى]فمغلوبة تابعة والعبرة للغالب في التحريم ألا ترى إلى قوله تعالى {وإثمهما أكبر من نفعهما} [البقرة : 219] فاعتبر الغالب في التحريم، وهل ثي من يلعب بالشطرنج يصلي فضلا عن الجماعة ، وإن صلى فقلبه متعلق به فكان في إباحته عانة الشيطان على الإسلام والمسلمين ثم إن كان يقامر به سقطت عدالته ، وإن لم يقامر ، وكان متأولا ، ولم يصده ذلك عن الصلاة لم تسقط عدالته,

شرح النووي على مسلم – (15 / 15)

(باب تحريم اللعب بالنردشير)

قوله صلى الله عليه و سلم [2260] (من لعب بالنردشير فكأنما صبغ يده في لحم خنزير ودمه) قال العلماء النردشير هو النرد فالنرد عجمي معرب وشير معناه حلو وهذا الحديث

جاری ہے------

حجة للشافعي والجمهور في تحريم اللعب بالنرد وقال أبو إسحاق المروزي من أصحابنا يكره ولا يحرم وأما الشطرنج فمذهبنا أنه مكروه ليس بحرام وهو مروي عن جماعة من التابعين وقال مالك وأحمد حرام قال مالك هو شر من النرد وألهى عن الخير وقاسوه على النرد وأصحابنا يمنعون القياس ويقولون هو دونه ومعنى صبغ يده في لحم الخنزير ودمه في حال أكله منهما وهو تشبيه لتحريمه بتحريم أكلهما والله أعلم.

الدر المختار وحاشية ابن عابدين (رد المحتار) – (6 / 394)

(قوله بالنرد) هو اسم معرب ويقال له النردشير بفتح الدال وكسر الشين والشير اسم ملك وضع له النرد كما في المهمات، وفي زين العرب قيل: إن الشير معناه الحلو، وفيه نظر قالوا هو من موضوعات سابور بن أردشير ثاني ملوك الساسانية وهو حرام مسقط للعدالة بالإجماع قهستاني (قوله والشطرنج) معرب شدرنج، وإنما كره لأن من اشتغل به ذهب عناؤه الدنيوي، وجاءه العناء الأخروي فهو حرام وكبيرة عندنا، وفي إباحته إعانة الشيطان على الإسلام والمسلمين كما في الكافي قهستاني (قوله في رواية إلخ) قال الشرنبلالي في شرحه وأنت خبير بأن المذهب منع اللعب به كغيره (قوله قاضي الشرق والغرب) هو الإمام الثاني أبو يوسف لأن ولايته شملت المشارق والمغارب، لأنه كان قاضي الخليفة هارون الرشيد شرنبلالية (قوله وهذا إلخ) وكذا إذا لم يكثر الخلف عليه وبدون هذه المعاني لا تسقط عدالته للاختلاف في حرمته عبد البر عن أدب القاضي.

[فرع]

اللعب بالأربعة عشر حرام وهو قطعة من خشب يحفر فيها ثلاثة أسطر ويجعل في تلك الحفر حصى صغار يلعب بها اهـ منح:

قلت: الظاهر أنها المسماة الآن بالمنقلة لكنها تحفر سطرين، كل سطر سبع حفر.

الفتاوى الهندية – (3 / 467)

لا تقبل شهادة المقامر قامر بالشطرنج، أو بأي شيء، وإن لعب بالشطرنج، ولم يقامر – إن داوم على ذلك حتى شغله عن الصلاة، أو كان يحلف باليمين الباطلة في ذلك – لا تقبل شهادته، كذا في فتاوى قاضي خان.

وفي القنية من لعب بالشطرنج في الطريق لا تقبل شهادته، كذا في العيني شرح الهداية.

ومن يلعب بالنرد فهو مردود الشهادة على كل حال. إذا كان الرجل يلعب بشيء من الملاهي، وذلك لم يشغله عن الصلاة، ولا عما يلزمه من الفرائض ينظر إن كانت مستشنعة بين الناس كالمزامير والطنابير لم تجز شهادته، وإن لم تكن مستشنعة نحو الحداء وضرب القضيب [illegible] شهادته إلا أن يتفاحش بأن يرقصوا به فيدخل في حد المعاصي والكبائر وحينئذ تسقط به العدالة، كذا في المحيط.



قال أبو يوسف – رحمه الله تعالى – من لعب بالصولجان يريد الفروسة جازت شهادته، كذا في الملتقط

الفتاوى الهندية – (الباب السابع عشر في الغناء واللهو وسائر المعاصي والأمر بالمعروف) (5 / 352)

ويكره اللعب بالشطرنج والنرد وثلاثة عشر وأربعة عشر وكل لهو ما سوى الشطرنج حرام بالإجماع وأما الشطرنج فاللعب به حرام عندنا والذي يلعب بالشطرنج هل تسقط عدالته وهل تقبل شهادته فإن قامر به سقطت عدالته ولم تقبل شهادته وإن لم يقامر لم تسقط عدالته وتقبل شهادته ولم ير أبو حنيفة رحمه تعالى بالسلام عليهم بأسا وكره ذلك أبو يوسف ومحمد رحمهما الله تعالى تحقيرا لهم كذا في الجامع الصغير.

بدائع الصنائع، دارالكتب العلمية – (كتاب الاستحسان 5 / 127)

ويكره اللعب بالنرد والشطرنج والأربعة عشر وهي لعب تستعمله اليهود لأنه قمار أو لعب وكل ذلك حرام (أما) القمار فلقوله عز وجل {يا أيها الذين آمنوا إنما الخمر والميسر والأنصاب والأزلام رجس} [المائدة: 90] وهو القمار كذا روى ابن عباس وابن سيدنا عمر – رضي الله عنهم – وروي عن مجاهد وسعيد بن جبير والشعبي وغيرهم – رضي الله عنهم – أنهم قالوا الميسر القمار كله حتى الجوز الذي يلعب به الصبيان وعن سيدنا علي – رضي الله عنه – أنه قال الشطرنج ميسر الأعاجم وعن النبي – صلى الله عليه وسلم – أنه قال «ما ألهاكم عن ذكر الله فهو ميسر» (وأما) اللعب فلقوله – عليه الصلاة والسلام – «كل لعب حرام إلا ملاعبة الرجل امرأته وقوسه وفرسه» وقوله – عليه الصلاة والسلام – «ما أنا من دد ولا دد مني» وحكي عن الشافعي – رحمه الله – أنه رخص في اللعب بالشطرنج وقال لأن فيه تشحيذ الخاطر وتذكية الفهم والعلم بتدابير الحرب ومكايده فكان من باب الأدب فأشبه الرماية والفروسية وبهذا لا يخرج عن كونه قمارا ولعبا وكل ذلك حرام لما ذكرنا وكره أبو يوسف التسليم على اللاعبين بالشطرنج تحقيرا لهم لزجرهم عن ذلك ولم يكرهه أبو حنيفة – رضي الله عنه – لأن ذلك يشغلهم عما هم فيه فكان التسليم بعض ما يمنعهم عن ذلك فلا يكره.

بدائع الصنائع، دارالكتب العلمية – (كتاب الشهادة 6 / 269)



ومن يلعب بالنرد فلا عدالة له، وكذلك من يلعب بالشطرنج ويعتاده فلا عدالة له، وإن أباحه بعض الناس لتشحيذ الخاطر وتعلم أمر الحرب؛ لأنه حرام عندنا لكونه لعبا قال – عليه الصلاة والسلام – «كل لعب حرام إلا ملاعبة الرجل أهله وتأديبه فرسه ورميه عن قوسه» وكذلك إذا اعتاد ذلك يشغله عن الصلاة والطاعات، فإن كان يفعله أحيانا ولا يقامر به لا تسقط عدالته.

البحر الرائق، دارالكتاب الاسلامي – (باب من تقبل شهادته ومن لاتقبل 7 / 91)

(قوله أو يقامر بالنرد والشطرنج أو تفوته الصلاة بسببهما) ؛ لأن كل ذلك من الكبائر وظاهر تقييده بما ذكر استواء النرد والشطرنج وليس كذلك فإن اللعب بالنرد مبطل للعدالة مطلقا كما في العناية وغيرها للإجماع على حرمته بخلاف الشطرنج؛ لأن للاجتهاد فيه مساغا لقول مالك والشافعي بإباحته وهو مروي عن أبي يوسف كما في المجتبى من الحظر والإباحة واختارها ابن

جاری ہے-----

الشحنة إذا كان لإحضار الذهن واختار أبو زيد الحكيم حله ذكره شمس الأئمة السرخسي كذا في المحيط البرهاني وفي النوازل سئل أبو القاسم عمن ينظر إلى لاعبيه من غير لعب أيجوز فقال أخاف أن يصير فاسقا اهـ.

وفيه إذا قامر به سقطت عدالته إجماعا وفيه الميسر اسم لكل قمار والحاصل أن العدالة إنما تسقط بالشطرنج إذا وجد فيه واحد من خمس القمار وفوت الصلاة بسببه وإكثار الحلف عليه واللعب به على الطريق كما في فتح القدير أو يذكر عليه فسقا كما في السراج الوهاج وإلا فلا بخلاف النرد فإنه مسقط لها مطلقا والنرد كما في المصباح لعبة معروفة وهو معرب اهـ.

وفي القاموس أنه وضعه أردشير بن بابك ولهذا يقال النردشير اهـ.

وفي فتح القدير ولعب الطاب في بلادنا مثله؛ لأنه يرمى ويطرح بلا حساب وإعمال فكر وكلما كان كذلك مما أحدثه الشيطان وعمله أهل الغفلة فهو حرام مطلقا. اهـ.

، وأما الشطرنج فسنتكلم عليه وعلى واضعه في محله من الحظر والإباحة، وأما القمار فقدمنا أنه الميسر وفي القاموس قامره مقامرة وقمارا فقمره كنصره وتقمره راهنه فغلبه وهو التقامر اهـ.

وذكر النووي أنه مأخوذ من القمر؛ لأن ماله تارة يزداد إذا غلب وينتقص إذا غلب كالقمر يزيد وينقص اهـ.

وعلى هذا فلا بد في القمار من الرهان من الجانبين لتسقط العدالة كالسباق بالخيل والإقدام والدرس وذكر في يتيمة الدهر من الحدود أن اللعب بالشطرنج من القمار وفي القاموس الشطرنج ولا يفتح أوله لعبة والسين لغة فيه اهـ

البحر الرائق، دارالكتاب الاسلامي – (8 / 235)

[واللعب بالشطرنج والنرد]

قال – رحمه الله – (واللعب بالشطرنج والنرد وكل لهو) يعني لا يجوز ذلك لقوله – عليه الصلاة والسلام – «كل لعب ابن آدم حرام إلا ثلاثا ملاعبة الرجل أهله وتأديبه لفرسه ومناضلته لقوسه» وأباح الشافعي الشطرنج من غير قمار ولا إخلال بالواجبات؛ لأنه يذكي الأفهام، والحجة عليه ما روينا، والأحاديث الواردة في ذلك هي كثيرة شهيرة فتركنا ذكرها لشهرتها وفي المحيط ويكره اللعب بالشطرنج والنرد والأربعة عشر؛ لأنها لعب اليهود.

فتح القدير للمحقق ابن الهمام الحنفي – (22 / 315)

قال (ويكره اللعب بالشطرنج والنرد والأربعة عشر وكل لهو) ؛ لأنه إن قامر بها فالميسر حرام بالنص وهو اسم لكل قمار ، وإن لم يقامر فهو عبث ولهو.

وقال عليه الصلاة والسلام { لهو المؤمن باطل إلا الثلاث : تأديبه لفرسه ، ومناضلته عن قوسه ، وملاعبته مع أهله } وقال بعض الناس : يباح اللعب بالشطرنج لما فيه من تشحيذ الخواطر وتذكية الأفهام ، وهو محكي عن الشافعي رحمه الله .

لنا قوله عليه الصلاة والسلام { من لعب بالشطرنج والنردشير فكأنما غمس يده في دم الخنزير } ولأنه نوع لعب يصد عن ذكر الله وعن الجمع والجماعات فيكون حراما لقوله عليه الصلاة

والسلام { ما ألهاك عن ذكر الله فهو ميسر } ثم إن قامر به تسقط عدالته ، وإن لم يقامر لا تسقط؛ لأنه متاول فيه .

وكره أبو يوسف ومحمد التسليم عليهم تحذيرا لهم ، ولم ير أبو حنيفة رحمه الله به بأسا ليشغلهم عما هم فيه ....

والله سبحانه وتعالى اعلم

الجواب صحیح

نائب مفتی جامعہ دار العلوم کراچی

۸ / ربیع الاول / ۱۴۳۹ھ

۲۷ / نومبر / ۲۰۱۷ء

عبد الرحمٰن خفر غفرلہ ولوالدیہ

دار الافتاء جامعہ دار العلوم کراچی

۷ / ربیع الاول / ۱۴۳۹ھ

۲۶ / نومبر / ۲۰۱۷ء



نوٹ: یہ جواب حضرت مولانا مفتی محمود اشرف صاحب مدظلہم کے مشورے سے لکھا گیا ہے، لیکن سفر کی وجہ سے حضرت دستخط نہیں فرما سکے، دیگر حضرات کے دستخط سے روانہ کرنے کیلئے فرمایا۔

محمد یعقوب عفی عنہ

۸ / ۳ / ۱۴۳۹ھ

الجواب صحیح

محمد یعقوب عفی عنہ

۸ / ۳ / ۱۴۳۹ھ

الجواب الصحیح

شاہ محمد تفضل علی عفا اللہ عنہ

۱۱ / ۳ / ۱۴۳۹ھ

الجواب صحیح

۹ / ۳ / ۱۴۳۹ھ

الجواب صحیح

۹ / ۳ / ۱۴۳۹ھ

الجواب صحیح

۱۱ / ۳ / ۱۴۳۹ھ

الجواب صحیح

۱۱ / ۳ / ۱۴۳۹ھ



الجواب صحیح

۱۱ / ۳ / ۱۴۳۹ھ

الجواب صحیح

بندہ ابراہیم عیسیٰ

۱۴-۳-۱۴۳۹ھ